

عصر حاضر اور مقاصد و مصالح کی اہمیت

ڈاکٹر انیس احمد

بیسویں صدی میں ابھرنے والی تحریکاتِ اسلامی اور تحریکاتِ حریت کی دعوت کا ایک اہم پہلو نفاذِ شریعت یا نظامِ اسلامی کی خواہش رہا ہے۔ یہ تحریکات شامی افریقہ میں ہوں یا مشرق و سطی میں یا جنوبِ مشرقی ایشیا میں، ان کے منشور مغربی لادینیت اور آمرانظاموں کی جگہ اسلام کے اصولِ عدل پر مبنی سیاسی نظام کے نفاذ کو اپنا مقصود وحید قرار دیتے ہیں۔ دوسرا جانب ان تحریکات کے نقاد انھیں یہ الزام دیتے ہیں کہ یہ تحریکاتِ ماضی کی طرف سفر کرنا چاہتی ہیں اور اسلامی شریعت کو جوان کے اندازے کے مطابق نیمِ مہذب بد و یانہ روایات پر مبنی ہے، سائنس اور نکنالوجی کے دور میں، کم فہم انسانوں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

اسلامی شریعت کی قدامت پسندی، انتہا پسندی اور انسانی حقوق کے تصور سے متصادم ہونے کے مفروضے کو اتنی شدت اور تکرار سے بیان کیا گیا ہے کہ آج بہت سے پڑھے لکھے مسلمان بھی اپنی سادہ لوچی میں اسلامی شریعت کو محض چند جابرانہ سزاوں کا جموعہ سمجھنے لگے ہیں۔ ضرورت پہلے بھی تھی لیکن جتنی شدت سے آج ہے، شاید پہلے کبھی نہیں تھی کہ اسلامی شریعت کے صحیح خدو خال کو براہ راست اس کے مصادر کی روشنی میں اہل علم اور عام قارئین کے سامنے سادہ الفاظ میں رکھا جائے۔ قرآن کریم کا یہ خصوصی اسلوب ہے کہ وہ اکثر احکامِ الہی کے تذکرے کے ساتھ ان کی حکمت و علت کو بھی سمجھاتا جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ علت بہت واضح ہوتی ہے اور بعض اوقات غور و فکر کے بعد علت کا پتا چلتا ہے۔ یہ بات کسی تعارف کی محتاج نہیں کہ قرآن کریم انسان کی تخلیق کا سبب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بندگی و عبادت کو قرار دیتا ہے۔ انبیاء کرام کی بعثت اور نزول کتب سماوی

کی غایت انسانوں کو نظامِ عدل اور تحفظ فراہم کرنا قرار دیتا ہے لیکن بعض اوقات نص میں غایت کی صراحت نہیں ہوتی اور ایک طالب علم غور فکر کے نتیجے میں غایت اور سبب تک پہنچتا ہے۔ قرآن کریم اپنے بارے میں کہتا ہے کہ یہ ایک موعظہ، نصیحت اور سینوں کے امراض کے لیے شفا ہے (یونس: ۵۷: ۱۰)۔ اسی طرح وہ کہتا ہے کہ یہ بصیرت کی روشنیاں ہیں تمام انسانوں کے لیے، اور ہدایت و رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو یقین لا سکیں۔ (الجاثیہ: ۲۵: ۲۰)

یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ قرآن کریم دلوں کے امراض کی شفا اور رحمت ہے۔ اس میں کوئی بھی حکم ایسا نہیں ہے جس میں کوئی وقت، مشکل، سختی، یا شدت پائی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اللَّهُ تَحْمَلُ سَبَابَهُ زَمِنَ كَرَنَا تَحْمَلُ سَبَابَهُ سَخْنَتِي كَرَنَا نَهْبَنَا چَاهَتَا“ (البقرہ: ۲: ۱۸۵)۔ اس کے برخلاف شیطان اور اس کی ذریت اپنی ہر ہر چال سے انسان کو گمراہی، شدت پسندی، بغض و عداوت، دشمنی اور قتل و غارت کی طرف لے لجا کر لے جانا چاہتی ہے۔ ”شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تھیس خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے۔ پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے؟“ (المائدہ: ۵: ۹۱)۔ ان آیات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شارع اپنے احکام کے اسباب و عمل بھی بیان فرماتا ہے تاکہ انسان شریعت پر بر بنائے تحقیق عمل کرے اور اس کی حکمتوں سے براہ راست آگاہ ہو۔

شریعت لغت میں پانی کے چشے کو جانے والے راستے کو کہتے ہیں۔ جس طرح پانی انسان کو زندگی دیتا ہے، اسی طرح شریعت انسان کو زندگی گزارنے کا طریقہ اور ادب سکھاتی ہے۔ جس طرح پانی انسان کے جسم سے گندگی کو دور کر دیتا ہے، شریعت کی آبیاری انسان کی معاشی، معاشرتی، سیاسی اور دیگر سرگرمیوں کو فساد سے پاک کر کے اللہ کی مرضی کے تابع بنادیتی ہے۔

شریعت کے احکام کس نوعیت کے ہوتے ہیں اور ان کی نوعیت کا تعین کس طرح کیا جائے گا، مزید یہ کہ حکم شرعی کی تطبیق کن کن حالات میں ہوتی، اس کے لیے کون سی حکمت عملی اختیار کی جائے گی۔ یہ اور اس سے ملتے جلتے بے شمار سوالات کا جواب علم مقاصد و مصالح کا موضوع ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مقاصد شریعت اور مصالح عامہ ایسے اہم علمی شعبے ہیں جن کے بغیر ایک مسلمان زندگی میں ایک قدم بھی آگئے نہیں بڑھ سکتا۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ امت مسلمہ کی

ایک بڑی تعداد نے مخصوصی سنائی پر اعتماد کر کے شریعت کو ایک انتہائی مشکل اور ناقابل عمل ضابط سمجھ لیا ہے، جب کہ شریعت کی آفاقیت اور عملیت اس کے ہر حکم سے واضح ہوتی ہے۔

مقاصد شریعت ایک انتہائی اہم دریسی مضمون ہے لیکن بہت کم دینی مدارس اس پر اتنی توجہ دیتے ہیں جس کا یہ مستحق ہے۔ عموماً پانچ معروف مقاصد کا تذکرہ اور چند مثالوں سے ان کی وضاحت کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس شعبۂ علم پر سالہا سال غور فکر کرنے کے باوجود یہ کہنا مشکل ہے کہ ایک شخص اس علم کا احاطہ کر سکا ہے۔

سوڈان کے نام و رفیقہ ڈاکٹر یوسف حامد العالم نے عصر حاضر میں مقاصد شریعت اور مصالح کی اہمیت کے پیش نظر اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور زیر تبصرہ کتاب تحریر کی ہے۔ یہ تصنیف ان کے ڈاکٹریٹ کے مقالے پر بنی ہے جسے جامعہ الازہر میں پیش کیا گیا۔ رقم المعرفہ کو ان سے دو تین کافرنسوں میں ذاتی طور پر ملاقات کا موقع بھی ملا اور ان کے علم اور خلوص نے بہت متاثر کیا۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس خدمت پر اعلیٰ درجات سے نوازے، آمین! مقاصد شریعت پر عصر حاضر میں جو علمی کام ہوا ہے یہ کتاب اس میں ایک اہم علمی اضافہ ہے۔

زیر تبصرہ کتاب پانچ فصول میں منقسم ہے۔ فصل اول اہداف سے بحث کرتی ہے جس میں ہدف کی لغوی اور شرعی تعریف، شارع کے مقصد کے منافی عمل کرنے کے نتائج، اور مقاصد شارع کی معرفت کے لیے اجتہاد کی ضرورت سے بحث کی گئی ہے۔

فصل دوم مصلحت سے بحث کرتی ہے جسے ہمارے ہاں مصلحت عامہ کہا جاتا ہے۔ باب دوم میں مصالح کا تفصیلی بیان ہے جس میں دین کی حفاظت، جان کی حفاظت، نسل کی حفاظت اور مال کی حفاظت شامل ہیں۔ خلاصہ بحث، حواشی و تعلیقات اور مراجع و مصادر پر کتاب کا خاتمه ہو جاتا ہے۔

مقاصد اور مصالح کا تعین اور صحیح تطبیق ایک تحقیق طلب امر ہے۔ عام طور پر مصلحت کا استعمال کسی شر سے بچنے کے لیے کیا جاتا ہے اور اس کی اصل بنیاد، یعنی شارع کی نشا کا دریافت کرنا، اور پھر نشا سے مطابقت رکھتے ہوئے ایک حکمت عملی وضع کرنا علم الاصول کا مقصد ہے۔ اس حوالے سے مصنف بحث دوم کے زیر عنوان بہت قیمتی نکات زیر بحث لاتے ہیں۔ مثلاً ”کوئی بھی مکف کسی جائز کام کو اس حیثیت سے کرتا ہے جو شارع کے مقصد کے خلاف ہے تو حقیقتاً یہ سمجھا جائے گا کہ

وہ ناجائز کام کر رہا ہے،” (ص ۱۰۷)۔ اس طرح وہ تحریر کرتے ہیں: ”جب مکلف کا رادہ شارع کے ارادے کے خلاف ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مکلف نے شارع کے مقصد کو ناقابل اعتبار قرار دے دیا، اور جس امر کو شارع نے مقصد نہیں سمجھا تھا اسے مقصد قرار دے دیا،“ (ص ۱۰۷)۔ ان دونوں سادہ سے نکات پر اگر غور کیا جائے تو ایک عام شخص کے لیے بھی ان میں غیر معمولی حکمت و دانتائی پائی جاتی ہے۔ ایسے ہی ان نکات کی اہمیت اسلامی تحریکوں کے کارکنوں کے لیے غیر معمولی طور پر اہم ہے۔

ان اصولوں کی بنیاد قرآن کریم کا وہ حکم ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ وَ مَنْ يُشَاطِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَ يَتَبَعَّ غَيْرَ سَيِّلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَ نُصِّلِهِ جَهَنَّمَ طَ وَ سَاءَتْ مَصِيرًا (النساء ۱۵:۳) ”مگر جو شخص رسول کی مخالفت پر کمرستہ ہوا اور اہل ایمان کی روشنی پر چلے، درآں حاصل کہ اس پر را راست واضح ہو چکی ہو، تو اس کو ہم اُسی طرف چلا میں گے جدھروہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔“ اس قرآنی آیت سے استدلال کرتے ہوئے مصنف کہتے ہیں: ”مصالح کے حصول اور مفاسد سے بچنے کے لیے ایسے اعمال کا سہارا لینا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیے آپ کی کھلی مخالفت ہے، اور آپ کی مخالفت و رحمیت اس وحی کی مخالفت ہے جو آپ اللہ کی طرف سے لے کر تشریف لائے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کا ارشاد ہے: رسول اکرم اور آپ کے بعد خلفا نے کچھ طریقے چھوڑے ہیں، انھی کو اختیار کرنا کتاب اللہ کی تقدیم، اطاعت رسول کی تکمیل اور دین کی قوت کا باعث ہے۔“ (المواافقات، ج ۲، ص ۳۳۲)

شارع کے مقاصد کے خلاف جو عمل بھی کیا جائے گا وہ باطل ہوگا۔ مندرجہ بالا استدلال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر حکمت عملی کو اختیار کرنے سے پہلے اس بات پر غور کرنا ہوگا کہ وہ کہاں تک مقاصد شریعت سے مطابقت رکھتی ہے۔ مشہور حدیث ہے کہ اعمال کی بنیادنیت پر ہے۔ اقرار تو حیدر سالت اور صلوات اور دیگر عبادات قرب الہی کے حصول کے لیے ہیں اور یہی شارع کا مقصود ہے۔ لیکن ان اعمال سے کسی کی نیت دنیوی مفادات کا حصول ہو یا دنیوی نقصان سے بچنا مقصود ہو، تو اس کا یہ عمل شارع کے مقصد سے ہٹ جانے کے سبب باطل ہو جائے گا۔ زکوٰۃ کی فرضیت

سے شارع کا مقصد مال داروں کو حرص اور دولت کی محبت و پرستش سے نکالنا ہے اور ہبہ کرنا ایک نیک کام ہے، لیکن اگر ایک شخص زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچنے کے لیے اپنا مال عین واجب مدت سے قبل کسی اور کو ہبہ کر دے تو شارع کے دونوں مقاصد کے خلاف عمل کرے گا۔

یہ دو مثالیں مغض بات کو آسان کر کے سمجھانے کے لیے عرض کی گئی ہیں۔ مصنف نے کتاب میں ہر ہر نکتے کی وضاحت کے لیے مثالیں دے کر مقاصد و مصالح کے علم کو آسان بنانا کر پیش کیا ہے۔ ہم دوبارہ اپنی بات کو دہراتے ہیں کہ یہ فقہ کا ایک ایسا شعبہ ہے جو فقہ کا مصدر ہے اور اسی بنیاد پر فقه وجود میں آتا ہے۔ اس لیے دین کو سمجھنے اور زندگی کے اہم معاملات میں اس کی تطبیق طے کرنے کے لیے مقاصد اور مصالح کا سمجھنا، اور حتی الامکان مقاصد و مصالح اور قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے حکمت عملی وضع کرنا ہی دین کا تقاضا ہے۔

یہ کتاب تحریک اسلامی کی قیادت اور کارکنوں کے لیے ایک عمده فکری غذا فراہم کرتی ہے۔ مقاصد شریعت کا جاننا تحریک اسلامی کی قیادت کے لیے نہ صرف ضروری ہے بلکہ ان پر مسلسل غور اور ان کی ہمہ وقت تطبیق کے بغیر تحریک آگے نہیں بڑھ سکتی۔ یہ طے کرنا کہ اس وقت تحریک کی ترجیح کیا ہو، کیا تمام قوت مغض تربیت کے نظام کی اصلاح پر لگادی جائے، تحقیق و تجزیے کو اولیت دی جائے، یا سیاسی مجاز پر تمام توجہ مرکوز کر دی جائے، یا معاشرتی فلاح کے کاموں کو فوقيت دی جائے، خواتین کے کن مسائل کو ملک گیر تحریک کا موضوع بنایا جائے، عوام الناس کے کون سے مسائل ہیں جن پر ہم چلائی جائے، تعلیمی میدان میں ہماری اولیت کیا ہو، کاروبار و تجارت کرنے والوں سے تعلق کی نویعت کیا ہو۔ غرض تحریکی مسائل و معاملات میں جب تک مقاصد کا علم گھرائی کے ساتھ حاصل نہ کر لیا جائے یہ طے کرنا بہت مشکل ہے کہ تحریک کی حکمت عملی کہاں تک اصول شریعت کی پیروی کر رہی ہے۔

تحریک کے نظامِ تربیت میں اس موضوع پر مستقلًا توجہ کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر یوسف حامد العالم کی تحقیقی کتاب سلامت بیان کی بنا پر تربیتی لٹریچر میں شامل ہونی چاہیے اور اسلامی فقہ سے گھری واقفیت رکھنے والے اساتذہ کے ذریعے اس کی تعلیم کا بندوبست کیا جانا چاہیے۔

(اسلامی شریعت مقاصد اور مصالح، یوسف حامد العالم، مترجم: محمد طفیل ہاشمی۔ ناشر: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوای اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔ صفحات (بڑی تقطیع): ۶۲۵۔ ہدیہ: ۹۰۰ روپے)